عرض ناشر

آنحضرت ﷺ نے قیامت سے قبل فتنوں کے ظہور کی خبر مختلف انداز میں دی تھی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ فتنے پے در پے ظاہر ہوں گے۔ جواہر کی لڑی کا دورا ٹوٹ جائے اور اس کے دانے پیہم گرنے لگیں۔ پھر فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اس طرح گر رہے ہیں جس طرح بارش گرتی ہے۔ دورِ حاضر میں قادیانی فتنہ، بہائی فتنہ، پرویزی فتنہ (منکر حدیث کا فتنہ) نہ معلوم ہمارے ارگرد کتنے فتنے وہ بھی اسلام کے نام پر پیدا ہو رہے ہیں۔ اس وقت میڈیا پر روشن خیالی اور لبرل ازم کے نام پر جس طرح دینی اقدار کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے اور اجتہاد کے نام اپنی ذاتی رائے کو دین بتا کر مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے وہ ہمارے لئے بہت بڑا المیہ ہے۔

حال ہی میں ہم دیکھ رہے کہ ٹیلی ویژن کے مختلف چینلز پر مختلف حضرات اپنے افکار و نظریات کو اور اپنی رائے کو لیکچرز کے ذریعہ دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں ان میں جناب جاوید احمد غامدی صاحب کا نام بھی سرفہرست ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ میں ان کے گمراہ کن افکار و نظریات کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

عبدالرحمٰن باوا
عالمی مبلغ ختم نبوت
لندن

✿✿✿

ٹی وی کے دانشور جناب جاوید احمد غامدی صاحب (بی اے آنرز، فلسفہ) کے نظریات دینِ اسلام کے مسلّمہ، متفقہ اور اِجماعی عقائد و اَعمال سے کس قدر مختلف ہیں اور اُن کی راہ اُمتِ مسلمہ اور علمائے اِسلام سے کتنی اَلگ اور جداگانہ ہے۔ اِسے اچھی طرح سمجھنے کے لیے ذیل میں اُن کی تحریروں پر مبنی ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے جس کے مطالعے سے آپ خود یہ فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ علمائے اسلام اور غامدی صاحب میں سے کون حق پر ہو سکتا ہے؟

جائزہ میں سب سے پہلے قرآنِ کریم، پھر سنتِ نبوی ﷺ اور مصادرِ دین سے متعلقہ دیگر اُمور وغیرہ کی ترتیب پیشِ نظر رکھی گئی ہے۔

غامدی صاحب کے عقائد و نظریات	متفقہ اِسلامی عقائد و اَعمال
(۱) قرآن کی صرف ایک ہی قراءت دُرست ہے باقی سب قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔	(۱) قرآن مجید کی سات یا دس (سبعہ یا عشرہ) قراءتیں متواتر اور صحیح ہیں۔

---

(۱) (الف) ''قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب (مراکش، الجزائر، لیبیا، تیونس، سوڈان وغیرہ) کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دُنیا میں اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت اِس وقت تلاوت کر رہی ہے۔ یہ تلاوت جس قراءت کے مطابق کی جاتی ہے اِس کے سوا کوئی دُوسری قراءت نہ قرآن ہے اور نہ اُسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔'' (میزان ص ۲۵، ۲۶، طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء لاہور)

(ب) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قراءت ہے اِس کے علاوہ سب قراءتیں فتنۂ عجم کے باقیات ہیں۔'' (میزان ص ۳۲ طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۲) قرآن کا ایک نام "میزان" بھی ہے۔	(۲) "میزان" قرآن کے ناموں میں سے کوئی نام نہیں ہے۔
(۳) قرآن کی متشابہ آیات کا بھی ایک واضح اور قطعی مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔	(۳) قرآن کی متشابہ آیات کا واضح اور قطعی تفصیلی مفہوم متعین نہیں کیا جا سکتا۔
(۴) سورۂ نصر مکی ہے۔	(۴) سورۂ نصر مدنی ہے۔
(۵) قرآن میں "أصحابُ الاخدودُ" سے مراد دورِ نبوی ﷺ کے قریش کے فراعنہ ہیں۔	(۵) أصحابُ الاخدود کا واقعہ بعثتِ نبوی ﷺ سے بہت پہلے زمانے کا ہے۔

---

(۲) (الف) "قرآن میزان ہے۔" (برہان ص ۱۴۰)

(ب) "اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ (الشوریٰ ۴۲: ۱۷) "اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اُتاری یعنی میزان نازل کی ہے۔" اس آیت میں اَلْمِیْزَانَ سے پہلے "و" "تفسیر کے لیے ہے اس لیے اَلْمِیْزَانَ درحقیقت یہاں "الکتاب" ہی کا بیان ہے۔" (میزان ص ۲۲، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳) "یہ بات ہی صحیح نہیں ہے کہ محکم اور متشابہ کو ہم پورے یقین کے ساتھ ایک دُوسرے سے ممیز نہیں کر سکتے یا متشابہات کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ متشابہات کا مفہوم سمجھنا ممکن نہیں ہے۔" (میزان ص ۳۴، ۳۵ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۴) "سورۂ کافرون کے بعد اور لہب سے پہلے اِس سورۃ (النصر) کے مقام سے واضح ہے کہ سورۂ کوثر کی طرح یہ بھی اُمّ القریٰ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مرحلۂ ہجرت و براءت میں آپ کے لیے ایک عظیم بشارت کی حیثیت سے نازل ہوئی ہے۔" (البیان ص ۲۵۲ مطبوعہ ستمبر ۱۹۹۸ء)

(۵) "یہ (قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ○ اَلنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ) (البروج ۴، ۵) قریش کے اُن فراعنہ کو جہنم کی وعید ہے جو مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کے لیے ظلم و ستم کا بازار گرم کیے ہوئے تھے۔ اُنھیں بتایا گیا ہے کہ وہ اگر اپنی اِس رَوش سے باز نہ آئے تو دوزخ کی اُس گھاٹی میں پھینک دیے جائیں گے جو ایندھن سے بھری ہوئی ہے۔" (البیان ص ۱۵۷ طبع ستمبر ۱۹۹۸ء)

(۶) سورۂ لہب میں اَبولہب سے مراد قریش کے عام سردار ہیں۔	(۶) اَبولہب سے نبی کریم ﷺ کا کافر چچا مراد ہے۔
(۷) اَصحاب الفیل کو پرندوں نے ہلاک نہیں کیا تھا بلکہ وہ قریش کے پتھراؤ اور آندھی سے ہلاک ہوئے تھے۔ پرندے صرف اُن کی لاشوں کو کھانے کے لیے آئے تھے۔	(۷) اللہ تعالیٰ نے اَصحاب الفیل پر ایسے پرندے بھیجے جنہوں نے اُن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔
(۸) سنت قرآن سے مقدم ہے۔	(۸) قرآن سنت سے مقدم ہے۔
(۹) سنت صرف اَفعال کا نام ہے۔ اِس کی اِبتداء حضرت محمد ﷺ سے نہیں بلکہ حضرت اِبراہیم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔	(۹) سنت میں نبی ﷺ کے اَقوال، اَفعال اور تقریرات (خاموش تائیدیں) سب شامل ہیں اور وہ محمد ﷺ سے شروع ہوتی ہے۔

---

(۶) تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ "ابولہب کے بازو ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہوا۔" (تفسیر "بازو ٹوٹ گئے" یعنی اُن کے اَعوان و اَنصار ہلاک ہوئے اور اُس کی سیاسی قوت ختم ہوگئی۔" (البیان ص ۲۶۰ مطبوعہ ستمبر ۱۹۹۸ء)

(۷) "اللہ تعالیٰ نے ساف وحاصب کے طوفان سے اُنہیں (اَصحاب الفیل کو) اِس طرح پامال کیا کہ کوئی اُن کی لاشیں اُٹھانے والا نہ رہا۔ وہ میدان میں پڑی تھیں اور گوشت خور پرندے اُنہیں نوچتے اور کھانے کے لیے اُن پر جھپٹ رہے تھے ...... آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمہاری (قریش کی) مدافعت اگرچہ ایسی کمزور تھی کہ تم پہاڑوں میں چھپے ہوئے اُنہیں کنکر پتھر مار رہے تھے لیکن جب تم نے حوصلہ کیا اور جو کچھ تم کر سکتے تھے کر ڈالا تو اللہ نے اپنی سنت کے مطابق تمہاری مدد کی اور ساف وحاصب کا طوفان بھیج کر اپنی ایسی شان دکھائی کہ اُنہیں کھایا ہوا بھوسا بنا دیا۔" (البیان تفسیر سورۂ الفیل ص ۲۴۰، ۲۴۱)

(۸) "سنت قرآن کے بعد نہیں بلکہ قرآن سے مقدم ہے۔ (میزان ص ۵۲، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۹) (الف) "سنت کا تعلق تمام تر عملی زندگی سے ہے یعنی وہ چیزیں جو کرنے کی ہیں، علمی نوعیت کی کوئی چیز بھی سنت نہیں ہے اِس کا دائرہ کرنے کے کام ہیں۔" (میزان ص ۶۵ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۰) سنت صرف ستائیس اعمال کا نام ہے۔	(۱۰) سنتیں سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔
(۱۱) ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں کوئی فرق نہیں۔ اِن دونوں کا ثبوت اجماع اور عملی تواتر سے ہوتا ہے۔	(۱۱) ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں واضح فرق ہے۔ سنت کے ثبوت کے لیے تواتر، اجماع شرط نہیں۔

---

(۹) (ب) ''سنت سے ہماری مراد دینِ ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اِس کی تجدید و اِصلاح کے بعد اور اِس میں بعض اِضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔'' (میزان ص ۱۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۰) اِس (سنت) کے ذریعے سے جو دین ہمیں ملا ہے وہ یہ ہے: (۱) اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا (۲) ملاقات کے موقع پر ''السلام علیکم'' اور اِس کا جواب (۳) چھینک آنے پر ''الحمد للہ'' اور اِس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' (۴) نومولود کے دائیں کان میں اَذان اور بائیں میں اِقامت (۵) مونچھیں پست رکھنا (۶) زیرِ ناف کے بال مونڈھنا (۷) بغل کے بال صاف کرنا (۸) لڑکوں کا ختنہ کرنا (۹) بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا (۱۰) ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی (۱۱) اِستنجاء (۱۲) حیض و نفاس میں زن و شوہر کے تعلق سے اِجتناب (۱۳) حیض و نفاس کے بعد غسل (۱۴) غسل جنابت (۱۵) میت کا غسل (۱۶) تجہیز و تکفین (۱۷) تدفین (۱۸) عید الفطر (۱۹) عید الاضحیٰ (۲۰) اللہ کا نام لے کر جانوروں کا تزکیہ (۲۱) نکاح و طلاق اور اُس کے متعلقات (۲۲) زکوٰۃ اور اُس کے متعلقات (۲۳) نماز اور اُس کے متعلقات (۲۴) روزہ اور صدقۂ فطر (۲۵) اِعتکاف (۲۶) قربانی (۲۷) حج و عمرہ اور اُن کے متعلقات۔

سنت یہی ہے اور اِس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اِعتبار سے اِس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' (میزان ص ۱۰ طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۱) ''سنت یہی ہے اور اِس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اِعتبار سے اِس میں اور قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہؓ کے اِجماع اور قولی تواتر سے ملا ہے یہ اُسی طرح اُن کے اِجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے اور قرآن ہی کی طرح ہر دَور میں اُمت کے اِجماع سے ثابت قرار پائی ہے۔'' (میزان ص ۱۰ طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۲) حدیثِ رسول ﷺ سے کوئی اِسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔	(۱۲) حدیثِ رسول ﷺ سے بھی اِسلامی عقائداور اَعمال ثابت ہوتے ہیں۔
(۱۳) حضور ﷺ نے حدیث کی حفاظت اور تبلیغ واِشاعت کے لیے کوئی بھی اہتمام نہیں کیا۔	(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے حدیث کی حفاظت اور تبلیغ واِشاعت کے لیے بہت اہتمام کیا تھا۔
(۱۴) ابن شہاب زہری کی کوئی روایت بھی قبول نہیں کی جاسکتی۔ وہ ناقابل اعتبار راوی ہیں۔	(۱۴) امام ابن شہاب زہریؒ روایتِ حدیث میں ثقہ اور معتبر راوی ہیں اور اِن کی روایات قابلِ قبول ہیں۔
(۱۵) دین کے مصادر قرآن کے علاوہ دینِ فطرت کے حقائق، سنتِ ابراہیمی اور قدیم صحائف بھی ہیں۔	(۱۵) دین وشریعت کے مصادر وماخذ قرآن، سنت، اِجماع اور اِجتہاد ہیں۔

---

(۱۲) ''اِس (حدیث) سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا کوئی اِضافہ نہیں ہوتا۔'' (میزان ص ۶۴ طبع دوم، اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۳) ''نبی ﷺ کے قول وفعل اور تقریر وتصویب کی روایتیں جو زیادہ تر اَخبارِ آحاد کے طریقے پر نقل ہوئی ہیں اور جنہیں اِصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے، اُن کے بارے میں یہ دو باتیں ایسی واضح ہیں کہ کوئی صاحبِ علم اُنہیں ماننے سے اِنکار نہیں کرسکتا۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کی حفاظت اور تبلیغ واِشاعت کے لیے کبھی کوئی اِہتمام نہیں کیا۔ دُوسری یہ کہ اُن سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی علم یقین کے درجے تک نہیں پہنچتا۔'' (میزان حصہ دوم ص ۶۸ طبع دوم، اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۴) ''اِن (امام ابن شہاب زہریؒ) کی کوئی روایت بھی، بالخصوص اِس طرح کے اہم معاملات میں قابلِ قبول نہیں ہوسکتی۔'' (میزان ص ۳۱ طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۵) ''قرآن کی دعوت اِس کے پیشِ نظر جن مقدمات سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہیں :

(i) دینِ فطرت کے حقائق (ii) سنتِ اِبراہیمی (iii) نبیوں کے صحائف۔'' (میزان طبع دوم ص ۴۸ مطبوعہ اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۶) معروف اور منکر کا تعین اِنسانی فطرت کرتی ہے۔	(۱۶) معروف اور منکر کا اَصل تعین وحی الٰہی سے ہوتا ہے۔
(۱۷) نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔	(۱۷) جو شخص دین کے بنیادی اُمور یعنی ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی اِنکار کرے اُسے کافر قرار دیا جاسکتا ہے۔
(۱۸) عورتیں بھی باجماعت نماز میں امام کی غلطی پر بلند آواز سے ''سبحان اللہ'' کہہ سکتی ہیں۔	(۱۸) امام کی غلطی پر عورتوں کے لیے بلند آواز سے ''سبحان اللہ'' کہنا جائز نہیں۔
(۱۹) زکوٰۃ کا نصاب منصوص اور مقرر نہیں ہے۔	(۱۹) زکوٰۃ کا نصاب منصوص اور مقرر شدہ ہے۔
(۲۰) ریاست کسی بھی چیز کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔	(۲۰) اِسلامی ریاست کسی چیز یا شخص کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کر سکتی۔

(جاری ہے)

(۱۶) ''معروف و منکرہ باتیں (ہیں) جو اِنسانی فطرت میں خیر کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں اور وہ جن سے فطرت اِباء کرتی اور اُنہیں بُرا سمجھتی ہے۔ اِنسان اِبتداء ہی سے معروف و منکر، دونوں کو پورے شعور کے ساتھ بالکل اَلگ اَلگ پہچانتا ہے۔ (میزان ص ۴۹ طبع دوم اَپریل ۲۰۰۲ء)

(۱۷) ''کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے۔ پیغمبر اپنے اِلہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی تکفیر کرتا ہے۔ یہ حیثیت اَب کسی کو حاصل نہیں۔ (ماہنامہ اِشراق، ص ۵۴، ۵۵، دسمبر ۲۰۰۰ء)

(۱۸) ''اِمام غلطی کرے اور اُس پر خود متنبہ نہ ہو تو مقتدی اُسے متنبہ کر سکتے ہیں۔ اِس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ ''سبحان اللہ'' کہیں گے۔ عورتیں اپنی آواز بلند کرنا پسند نہ کریں تو نبی ﷺ کا اِرشاد ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر متنبہ کر دیں۔'' (قانونِ عبادات ص ۸۴ اَپریل ۲۰۰۵ء)

(۱۹) و (۲۰) ''ریاست اگر چاہے تو حالات کی رعایت سے کسی چیز کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے اور جن چیزوں سے زکوٰۃ وصول کرے اُن کے لیے عام دستور کے مطابق کوئی نصاب بھی مقرر کر سکتی ہے۔'' (قانونِ عبادات، ص ۱۱۹، طبع اَپریل ۲۰۰۵ء)

متفقہ اسلامی عقائد و اعمال	غامدی صاحب کے عقائد و نظریات
(۲۱) بنوہاشم کوزکوۃ دینا جائز نہیں۔	(۲۱) بنوہاشم کوزکوۃ دینا جائز ہے۔
(۲۲) اسلامی شریعت میں موت کی سزا بہت سے جرائم پر دی جاسکتی ہے۔	(۲۲) اسلام میں موت کی سزا صرف دو جرائم (قتل نفس، فساد فی الارض) پر دی جاسکتی ہے۔
(۲۳) دیت کا حکم اور قانون ہمیشہ کے لیے ہے۔	(۲۳) دیت کا قانون وقتی اور عارضی تھا۔
(۲۴) قتل خطا میں دیت کی مقدار میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔	(۲۴) قتل خطا میں دیت کی مقدار تبدیل ہوسکتی ہے۔

---

(۲۱) ''بنی ہاشم کے فقراء و مساکین کی ضرورتیں بھی زکوۃ کے اَموال سے اَب بغیر کسی تردد کے پوری کی جاسکتی ہیں۔'' (قانون عبادات، ص ۱۱۹ طبع اپریل ۲۰۰۵ء)

(۲۲) (الف) ''اِن دو جرائم (قتل نفس اور فساد فی الارض) کے سوا، فرد ہو یا حکومت، یہ حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی جان کے درپے ہو اور اُسے قتل کر ڈالے۔'' (برہان ص ۱۴۳ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(ب) ''اللہ تعالیٰ نے پوری صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ اِن دو جرائم (قتل نفس اور فساد فی الارض) کو چھوڑ کر، فرد ہو یا حکومت، یہ حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی جان کے درپے ہو اور اُسے قتل کرڈالے۔'' (میزان ص ۲۸۳ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۳) چنانچہ اِس (قرآن) نے اِس (دیت کے) معاملے میں ''معروف'' کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ قرآن کے اِس حکم کے مطابق ہر معاشرہ اپنے ہی معروف کا پابند ہے۔ ہمارے معاشرے میں دیت کا کوئی قانون چونکہ پہلے سے موجود نہیں ہے اِس وجہ سے ہمارے اَرباب حل وعقد کو اِختیار ہے کہ چاہیں تو عرب کے اِس دستور کو برقرار رکھیں اور چاہیں تو اِس کی کوئی دُوسری صورت تجویز کریں، وہ جو صورت بھی اِختیار کریں گے معاشرہ اُسے قبول کرلیتا ہے تو ہمارے لیے وہی ''معروف'' قرار پائے گی۔ (برہان ص ۱۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۵) عورت اور مرد کی دیت برابر ہے۔	(۲۵) عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی ہے۔
(۲۶) اب مرتد کی سزائے قتل باقی نہیں ہے۔	(۲۶) اسلام میں مرتد کے لیے قتل کی سزا ہمیشہ کے لیے ہے۔
(۲۷) زانی کنوارا ہو یا شادی شدہ دونوں کی سزا صرف سو کوڑے ہے۔	(۲۷) شادی شدہ زانی کی سزا ازروئے سنت سنگساری ہے۔
(۲۸) چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کی بنیاد قرآن کریم میں ہے۔	(۲۸) چور کا دایاں ہاتھ کاٹنا صرف سنت سے ثابت ہے۔

(۲۴) و (۲۵) ''اسلام نے دیت کی کسی خاص مقدار کا ہمیشہ کے لیے تعین نہیں کیا، نہ عورت اور مرد، غلام اور آزاد اور کافر اور مؤمن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے۔'' (برہان ص ۱۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۶) ''لیکن فقہاء کی یہ رائے (کہ ہر مرتد کی سزا قتل ہے) محل نظر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم (کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو) تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف اُنھی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لیے قرآن مجید میں اُمیّین یا مشرکین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔'' (برہان ص ۱۴۰ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۷) ''سورۂ نور میں زنا کے عام مرتکبین کے لیے ایک متعین سزا ہمیشہ کے لیے مقرر کر دی گئی۔ زانی مرد ہو یا عورت اُس کا جرم اگر ثابت ہو جائے تو اُس کی پاداش میں اُسے سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔'' (میزان ص ۲۹۹۔۳۰۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۸) ''قطع ید کی یہ سزا "جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ" ہے۔ لہٰذا مجرم کو دوسروں کے لیے عبرت بنا دینے میں عمل اور پاداشِ عمل کی مناسبت جس طرح یہ تقاضا کرتی ہے کہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اُسی طرح یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ اُس کا دایاں ہاتھ ہی کاٹا جائے۔'' (میزان ص ۳۰۶۔۳۰۷ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۹) شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے۔	(۲۹) شراب نوشی کی شرعی سزا ہے جو اِجماع کی رُو سے ۸۰ کوڑے مقرر ہے۔
(۳۰) عورت کی گواہی حدود کے جرائم میں بھی معتبر ہے۔	(۳۰) حدود کے جرائم میں عورت کی شہادت مرد کی طرح نہیں بلکہ قرائن میں شامل ہے۔
(۳۱) صرف عہدِ نبوی ﷺ کے عرب مشرکین اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے وارث نہیں ہو سکتے۔	(۳۱) کسی زمانہ کا کوئی کافر کسی مسلمان کا بھی وارث نہیں ہو سکتا۔

(۲۹) (الف) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ حضور ﷺ نے اگر شراب نوشی کے مجرموں کو پٹوادیا تو شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے پٹوایا اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی اُن کے لیے چالیس کوڑے اور اَسّی کوڑے کی یہ سزائیں اسی حیثیت سے مقرر کی ہیں۔ چنانچہ ہم پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی حد نہیں بلکہ محض تعزیر ہے جسے مسلمانوں کا نظمِ اجتماعی، اگر چاہے تو برقرار رکھ سکتا ہے اور چاہے تو اپنے حالات کے لحاظ سے اُس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔'' (برہان ص ۱۳۹ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)۔ (ب) ''یہ (شراب نوشی پر ۸۰ کوڑوں کی سزا) شریعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔'' (برہان ص ۱۳۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۳۰) حدود کے جرائم ہوں یا اُن کے علاوہ کسی جرم کی شہادت، ہمارے نزدیک یہ قاضی کی صوابدید پر ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتا ہے اور کس کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اس میں عورت اور مرد کی تخصیص نہیں ہے۔'' (برہان ص ۲۷ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۳۱) ''نبی ﷺ نے اِسی (قرابت نافعہ) کے پیشِ نظر جزیرہ نمائے عرب کے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے بارے میں فرمایا: "لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ". (بخاری رقم ۶۷۶۴)
''نہ مسلمان اُن میں سے کسی کافر کے وارث ہوں گے اور نہ یہ کافر کسی مسلمان کے۔''

یعنی اتمامِ حجت کے بعد جب یہ منکرینِ حق خدا اور مسلمانوں کے کھلے دشمن بن کر سامنے آگئے ہیں تو اس کے لازمی نتیجے کے طور پر قرابت کی منفعت بھی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ چنانچہ یہ اَب آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔'' (میزان ص ۱۷۱ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۲) اگر میت کی اُولاد میں صرف بیٹیاں وارث ہوں تو اُن کو والدین یا بیوی شوہر کے حصوں سے بچے ہوئے ترکے کا دو تہائی حصہ ملے گا۔	(۳۲) میت کی اُولاد میں صرف بیٹیاں ہی ہوں تو اُن کو کل ترکے کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔
(۳۳) سور کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور اُن کا استعمال ممنوع نہیں۔	(۳۳) سور نجس العین ہے لہٰذا اُس کی کھال اور اجزائے بدن کا استعمال اور تجارت جمہور کے نزدیک حرام ہے۔
(۳۴) عورت کے لیے دوپٹہ پہننا شرعی حکم نہیں۔	(۳۴) عورت کے لیے دوپٹہ اور اُوڑھنی پہننے کا حکم قرآن کی سورۃ النور ۳۱ سے ثابت ہے۔

---

(۳۲) (الف) ''اُولاد میں دو یا دو سے زائد لڑکیاں ہی ہوں تو اُنہیں بچے ہوئے ترکے کا دو تہائی دیا جائے گا۔'' (میزان حصہ اوّل ص ۷۰ طبع مئی ۱۹۸۵ء) (ب) ''وہ سب (والدین اور زوجین کے حصے) لازماً پہلے دیے جائیں گے اور اُس کے بعد جو کچھ بچے گا صرف وہی اُولاد میں تقسیم ہوگا۔ لڑکے اگر تنہا ہوں تو اُنہیں بھی یہی ملے گا اور لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں تو اُن کے لیے بھی یہی قاعدہ ہوگا۔ اِسی طرح میت کی اُولاد میں اگر تنہا لڑکیاں ہی ہوں تو اُنہیں بھی اِس بچے ہوئے ترکے ہی کا دو تہائی یا آدھا دیا جائے گا، اُن کے حصے پورے ترکے میں سے کسی حال میں اَدا نہ ہوں گے۔'' (میزان ص ۱۶۸ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۳) (الف) ''اُن علاقوں میں جہاں سور کا گوشت بطورِ خوراک استعمال نہیں کیا جاتا وہاں اُس کی کھال اور دُوسرے جسمانی اَجزاء کو تجارت اور دُوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (ماہنامہ اشراق ص ۷۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء)۔

(ب) ''یہ سب چیزیں (خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ) جس طرح کہ قرآن کی اِن آیات سے واضح ہے، صرف خورد و نوش کے لیے حرام ہیں۔ رہے اُن کے دُوسرے استعمالات تو وہ بالکل جائز ہیں۔ (میزان ص ۳۲۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۴) ''دوپٹہ ہمارے ہاں مسلمانوں کی تہذیبی روایت ہے۔ اِس بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ دوپٹے کو اِس لحاظ سے پیش کرنا کہ یہ شرعی حکم ہے، اِس کا کوئی جواز نہیں۔'' (ماہنامہ اشراق ص ۴۷ مئی ۲۰۰۲ء)

(۳۵) کھانے کی صرف چار چیزیں ہی حرام ہیں۔ خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔	(۳۵) اِن کے علاوہ کھانے کی بہت سی اور چیزیں بھی حرام ہیں جیسے کُتے، درندوں، شکاری پرندوں اور پالتو گدھے کا گوشت وغیرہ۔
(۳۶) کئی انبیاء قتل ہوئے ہیں مگر کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔	(۳۶) اَز رُوئے قرآن بہت سے نبیوں اور رسولوں دونوں کو قتل کیا گیا۔
(۳۷) عیسٰی علیہ السلام وفات پاچکے ہیں (غامدی اور قادیانی وغیرہ)۔	(۳۷) حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ اُٹھالیے گئے۔ وہ قیامت کے قریب دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔

---

(۳۵) ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے اِسے (انسان کو) بتایا کہ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور بھی کھانے کے لیے پاک نہیں ہیں اور انسان کو اِن سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اِس معاملے میں شریعت کا موضوع اصلاً یہ چار ہی چیزیں ہیں۔ قرآن نے بعض جگہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ اور بعض جگہ ''اِنَّمَا'' کے اَلفاظ میں پورے حصر کے ساتھ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی چار چیزیں حرام قرار دی ہیں۔'' (میزان ص ۳۱۱ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۶) ''اللہ تعالیٰ ان (رسولوں) کو کسی حال میں اُن کی تکذیب کرنے والوں کے حوالے نہیں کرتا۔ نبیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کی قوم اُن کی تکذیب ہی نہیں کرتی۔ بارہا اُن کے قتل کے درپے ہو جاتی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ اِس میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ لیکن قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے معاملے میں اللہ کا قانون مختلف ہے۔'' (میزان حصہ اوّل ص ۲۱ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)۔

(۳۷) (الف) ''حضرت مسیح کو یہود نے صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تو فرشتوں نے اُن کی رُوح ہی قبض نہیں کی، اُن کا جسم بھی اُٹھالے گئے کہ مبادا یہ سرپھری قوم اِس کی توہین کرے۔'' (میزان حصہ اوّل ص ۲۲ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)۔

(ب) مسیح علیہ السلام کو جسم و رُوح کے ساتھ قبض کر لینے کا اِعلان کرتے ہوئے فرمایا: ''جب اللہ نے کہا: اے عیسٰی! میں تجھے قبض کر لینے والا ہوں..........'' (میزان حصہ اوّل ص ۲۳، ۲۴ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)

(۳۸) یاجوج ماجوج اور دجال قربِ قیامت کی دو الگ الگ نشانیاں ہیں۔ احادیث کی رُو سے دجال ایک یہودی شخص ہوگا جو دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	(۳۸) یاجوج ماجوج اور دجال سے مراد مغربی اقوام ہیں۔
(۳۹) جہاد وقتال ایک شرعی فریضہ ہے۔	(۳۹) جہاد وقتال کے بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔
(۴۰) کفار کے خلاف جہاد کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے اور مفتوح کفار (ذمیوں) سے جزیہ (ٹیکس) لیا جاسکتا ہے۔	(۴۰) کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اب باقی نہیں رہا اور اب مفتوح کافروں سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا۔

---

(۳۸) ''ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال سے تعبیر کیا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج ماجوج کی اولاد یہ مغربی اقوام، عظیم فریب پر مبنی فکر وفلسفہ کی علمبردار ہیں اور اِسی سبب سے نبی ﷺ نے انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا ہے۔
روایات میں دجال کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اُس کی ایک آنکھ خراب ہوگی۔ یہ بھی درحقیقت مغربی اقوام کی انسان کے رُوحانی پہلو سے بے پہلوتہی اور صرف مادّی پہلو کی جانب جھکاؤ کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بھی غالباً مغربی اقوام کے سیاسی عروج ہی کے لیے کنایہ ہے۔''
(ماہنامہ اشراق ص ۶۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

(۳۹) '' انہیں (نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو) قتال کا جو حکم دیا گیا اُس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اِتمام حجت سے ہے۔'' (میزان ص ۲۶۴ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۴۰) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرین حق (کافروں) کے خلاف جنگ اور اُس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے انہیں محکوم اور زیردست بنا کر رکھنے کا حق اب ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا ہے۔'' (میزان ص ۲۷۰ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)۔

غامدی صاحب کے چند مزید اِجتہادات :

(۱) عورت مردوں کی اِمامت کرا سکتی ہے۔ (دیکھیے ماہنامہ اشراق مئی ص ۳۵ تا ۴۶، ۲۰۰۵ء)

(۲) عورت نکاح خوان بن سکتی ہے۔

جناب جاوید احمد غامدی نے اِس سوال کے جواب میں کہ کیا کوئی عورت نکاح پڑھا سکتی ہے؟ کہا : ''جی ہاں! بالکل پڑھا سکتی ہے ...... الخ'' (www.ghamidi.org)

(۳) مرد اور عورتیں برابر کھڑے ہوکر باجماعت یا اِنفرادی دونوں طرح سے نماز اَدا کر سکتے ہیں۔ غامدی صاحب کے ایک شاگرد سکالر سے سوال کیا گیا، کیا مرد اور عورت اکٹھے کھڑے ہوکر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں؟ تو اِس کا یہ جواب دیا گیا : ''مرد اور عورت کھڑے ہوکر باجماعت یا اِنفرادی، دونوں طرح سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اِس سے دونوں کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا.....الخ''۔

(www.urdu.understanding-islam.org)

(۴) اجنبی مردوں کے سامنے عورت بغیر چادر اَوڑھے یا بغیر دوپٹہ یا اَوڑھنی سر پر لیے آ جا سکتی ہے۔

(۵) رقص و سرور جائز ہے۔ ''اشراق'' کے نائب مدیر سید منظور الحسن اپنے مضمون ''اِسلام اور موسیقی'' جو جاوید غامدی کے اِفادات پر مبنی ہے، میں لکھتے ہیں : ''موسیقی اِنسانی فطرت کا جائز اِظہار ہے۔ اِس لیے اِس کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے'' ...... ''ماہر فن مغنیہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا گانا سنانے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے سیدہ عائشہ کو اُس کا گانا سنوایا۔ سیدہ عائشہ حضور ﷺ کے شانے پر سر رکھ کر بہت دیر تک گانا سنتی اور رقص دیکھتی رہیں۔'' (اشراق بابت مارچ ص ۸ و ۱۹، ۲۰۰۴ء)

(۶) جاندار چیزوں کی تصویریں بنانا جائز ہے۔ اِدارہ ''المورد'' کے ریسرچ سکالر جناب محمد رفیع مفتی اپنی کتاب ''تصویر کا مسئلہ'' میں لکھتے ہیں : ''......... لیکن فی نفسہٖ تصویر کے بارے میں کسی اِعتراض کی کیونکر گنجائش ہو سکتی ہے جبکہ خدا اور اُس کے رسول نے اُنہیں جائز رکھا ہو؟'' (تصویر کا مسئلہ ص ۳۰)

(۷) مردوں کے لیے داڑھی رکھنا دین کی رُو سے ضروری نہیں جیسا کہ المورد کے ایک ریسرچ سکالر لکھتے ہیں : ''عام طور پر اہل علم داڑھی رکھنا دینی لحاظ سے ضروری قرار دیتے ہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک داڑھی رکھنے کا حکم دین میں کہیں بیان نہیں ہوا لہٰذا دین کی رُو سے داڑھی رکھنا ضروری نہیں۔''

(۸) ہندو مشرک نہیں ہیں۔ چنانچہ غامدی صاحب کے ایک شاگرد "کیا ہندو مشرک ہیں" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "ہمارے نزدیک مشرک وہ شخص ہے جس نے شرک کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطورِ دین اپنا رکھا ہو۔ چونکہ اب کسی ہندو کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے شرک کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطورِ دین اپنا رکھا ہے لہٰذا اُسے مشرک نہیں قرار دیا جاسکتا ...... الخ" (www.Urdu.Understanding-islam.org)

(۹) مسلمان لڑکی کی شادی غیر مسلم لڑکے سے جائز ہے۔ حلقہ غامدی کے ایک صاحب لکھتے ہیں: ہماری رائے میں غیر مسلم کے ساتھ شادی کو ممنوع یا حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔"

(www.Urdu.Understanding-islam.org)

(۱۰) ہم جنس پرستی ایک فطری چیز ہے اس لیے جائز ہے۔ "المورد" کے انگریزی مجلہ رینی سانس کے شمارہ اگست ۲۰۰۵ء میں اِس موضوع پر ایک مکمل مضمون شائع کیا گیا ہے۔

(۱۱) اگر بغیر سود کے قرضہ نہ ملتا ہو تو سود پر قرضہ لے کر گھر بنانا جائز اور حلال ہے۔

(۱۲) قیامت کے قریب کوئی امام مہدی نہیں آئے گا۔ (ماہنامہ اشراق ص ۶۰ جنوری ۱۹۹۶ء)

(۱۵) مسجد اقصیٰ پر مسلمانوں کا نہیں یہودیوں کا حق ہے جیسا کہ یہ بحث "محدث" میں تفصیل سے شائع ہو رہی ہے۔

❁ ❁ ❁

بشکریہ
ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور
اشاعت: جولائی، اگست ۲۰۰۷ء